49413
362

دار الافتاء
فتوی نمبر ١٣/١٧٦١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرا نام وسیم عباس ولد محمد عظیم بھٹی ہے۔ میری بیوی کا نام حمیرا دختر اللہ دتہ ہے۔ ہمارا نکاح چار سال پہلے ہوا۔ نکاح نامہ منسلک ہے۔ میرے تین بچے ہیں۔ میری بیوی کا طرز عمل انتہائی خراب ہے وہ میری اجازت کے بغیر ڈیفنس میں ایک بنگلے پر کام کرتی ہے۔ وہ اور اس کی والدہ صبح 10 بجے بنگلے پر جاتی ہیں اور شام کو 7 بجے واپس آتی ہیں۔ دو ماہ سے بیوی میرے گھر نہیں آئی۔ میں نے اس دوران اسے بلانے اور سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن وہ اپنی مرضی کر رہی ہے۔ میرے بچے بھی اس کے پاس ہیں اور مجھے یا میرے گھر والوں کو بچوں سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ بچے سارا دن ماں باپ کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔ میری بیوی نے فون پر مجھے اور میرے چچا کو کہا ہے کہ میں شوہر چھوڑ دوں گی لیکن بنگلہ نہیں چھوڑوں گی۔ میرے گھر میں کوئی مالی پریشانی نہیں ہے۔ میری ساس نے اپنے شوہر (میری بیوی کے والد) سے طلاق لے لی تھی اور ایک دوسرے مرد عبد الغفار سے نکاح کر لیا تھا جو میری بیوی کا رشتہ دار تھا۔ اب یہ عبد الغفار (میری بیوی کا سوتیلا والد)، میری ساس اور اس کے رشتہ دار مل کر مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں اور مجھ سے طلاق کا مطالبہ کر رہے ہیں اور طلاق کی صورت میں نکاح نامہ پر لکھے ہوئے دو لاکھ روپے بھی لینا چاہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(١) ایسی صورت میں شریعت مجھے کیا حکم دیتی ہے اور ایسی عورت اور اس کو ورغلانے اور مدد کرنے والوں کو کیا حکم دیتی ہے؟

(٢) میں اپنے بچے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں جبکہ وہ مجھے بچوں سے ملنے بھی نہیں دیتے۔ بڑی بیٹی (بریرہ) کی عمر ساڑھے تین سال، بیٹے کی عمر سوا دو سال اور ابھی رمضان میں ایک بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ ان سب بچوں کا کیا مستقبل ہوگا؟ واضح رہے کہ میری والدہ حیات ہیں اور بچوں کی پرورش کر سکتی ہیں۔

③ میں اسے طلاق نہیں دینا چاہتا، اپنا گھر بسانا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو میں اپنے والدین سے الگ ہو کر قریب کسی دوسرے مکان میں تمہیں رکھ سکتا ہوں لیکن وہ ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی۔ اگر بالفرض میں اسے طلاق دوں تو کیا نکاح نامہ میں لکھے ہوئے دو لاکھ روپے مجھے ادا کرنے ہوں گے؟ شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

④ میں نے مہر میں سے دو ہزار روپے اور ایک تولہ طلائی ادا کر دیا تھا۔ البتہ دو تولہ طلائی ادا نہیں کیا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز مہر کے طور پر 2½ مرلہ زمین کا اسٹام بھی وہ مجھ سے لے چکے ہیں۔ کیا ایسی نافرمان بیوی کو مہر ادا کرنا لازم رہتا ہے؟

وسیم عباس
محلہ ظفر آباد قائد آباد لانڈھی
0301-2975079

دار الافتاء

وضاحت: سائل نے زبانی پوچھنے پر بتایا کہ مذکورہ مکان بھی مہر کا حصہ تھا۔

[جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں]

ڈس اپ!

فارم نمبر۲

(دیکھیئے قاعدہ نمبر ۸، ۱۰)

مسلم خاندانی قوانین کے آرڈیننس مجریہ 1961ء، ہشتم 1961ء، پنجاب کے تحت وضع کئے ہوئے قواعد کے قاعدہ نمبر 8 اور نمبر 10 کے تحت مجوزہ فارم

نِکاح نامہ

۱۔ وارڈ کا نام [illegible] ٹاؤن / یونین کونسل نمبر [illegible] تحصیل / تھانہ [illegible]

اور ضلع [illegible] جس میں شادی وقوع پذیر ہوئی یعنی [illegible]

۲۔ ڈولہا اور اس کے والد کا نام معہ ان کی سکونت بالترتیب۔ [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] سکنہ [illegible] مکان نمبر 286 [illegible] شہر

۳۔ ڈولہا کی عمر۔ تقریباً بیس سال (۲۰)

۴۔ ڈولہن اور اس کے والد کا نام معہ ان کی سکونت بالترتیب۔ [illegible] دختر [illegible] قوم [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل [illegible]

۵۔ آیا ڈولہن کنواری ہے یا بیوہ یا مطلقہ۔ کنواری ہے

(الف) اگر دلہن کی کوئی اولاد ہے تو ان کے نام اور تعداد

۶۔ دلہن کی عمر۔ تقریباً اٹھارہ سال (۱۸)

۷۔ اگر دلہن کی طرف سے کوئی وکیل مقرر کیا گیا ہے تو اس کا نام معہ ولدیت وسکونت۔ [illegible]

۸۔ دلہن کے وکیل کے تقرر کے بارے میں گواہوں کے نام معہ ولدیت وسکونت اور ان کی دلہن کے ساتھ رشتہ داری
(1) [illegible]
(2) [illegible]

۹۔ اگر ڈولہا کی طرف سے وکیل مقرر کیا گیا تو اس کا نام معہ ولدیت وسکونت۔ [illegible] مکان نمبر 286 [illegible] شہر

۱۰۔ ڈولہا کے وکیل کے تقرر کے بارے میں گواہوں کے نام معہ ولدیت وسکونت۔
(1) [illegible]
(2) [illegible]

۱۱۔ شادی کے گواہوں کے نام معہ ولدیت وسکونت۔
(1) [illegible]
(2) [illegible]

۱۲۔ شادی سرانجام پانے کی تاریخ۔ 27-05-2011

۱۳۔ مہر کی رقم۔ [illegible]

۱۴۔ مہر کی کتنی رقم معجل ہے اور کتنی موجل [illegible] عند الطلب

۱۵۔ آیا مہر کا کچھ حصہ شادی کے موقع پر ادا کیا گیا اگر کیا گیا ہے۔ تو کس قدر۔

۱۶۔ آیا پورے مہر یا اس کے کسی حصہ کے عوض میں کوئی جائیداد دی گئی ہے۔ اگر دی گئی ہے۔ تو اس جائیداد کی صراحت اور اس کی قیمت جو فریقین کے مابین طے پائی ہے۔ [illegible]

۱۷۔ خاص شرائط اگر کوئی ہوں۔ [illegible] (300000) [illegible]

سیریل نمبر 48 بک نمبر 42

۱۸۔ آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے اگر کر دیا ہے۔ تو کون سی شرائط کے تحت۔ طلاق کا حق بیوی کو تفویض نہیں کیا گیا

۱۹۔ آیا شوہر کے طلاق کے حق پر کسی قسم کی پابندی لگائی گئی ہے اگر دولہا نے طلاق دی تو دولہا مبلغ دو لاکھ روپے (200000) نقد اپنی منکوحہ کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔

۲۰۔ آیا شادی کے موقع پر مہر و نان و نفقہ وغیرہ سے متعلق کوئی دستاویز تیار کی گئی ہے۔ اگر کی گئی ہے۔ تو اس کے مختصر مندرجات۔ بصورت ناچاکی دو ہزار روپے (2000) ماہانہ خرچہ ہوگا

۲۱۔ آیا دولہا کے یہاں پہلے سے کوئی بیوی ہے اگر ہے۔ تو آیا اس نے دوسری شادی کرنے کیلئے مسلم خاندانی قوانین کے آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت ثالثی کونسل سے اجازت نامہ حاصل کیا ہے۔ کوئی بیوی نہیں ہے

(الف)۔ آیا دولہا رنڈوا ہے یا طلاق دہندہ پہلی شادی ہے

(ب)۔ آیا دولہا کی پہلے بیوی یا بیویاں ہیں یا رنڈوا یا طلاق یافتہ ہے

اگر اسکی کوئی اولاد ہے تو اُن کے نام اور تعداد

۲۲۔ نمبر و تاریخ مراسلہ جس کے ذریعے ثالثی کونسل نے دولہا کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔

۲۳۔ نکاح خواں کا نام اور ولدیت معہ پتہ قاضی لطیف احمد قاضی عبدالغفور ساکن [illegible]

۲۴۔ شادی کو درج رجسٹر کرانے کی تاریخ 27-2-[illegible]

۲۵۔ فیس رجسٹریشن جو ادا کی گئی

دولہا یا اس کے وکیل کے دستخط [illegible]

دولہا کے وکیل کے تقرر کے گواہان کے دستخط

۱۔ [illegible]

۲۔ منیر الرحمٰن

دلہن کے دستخط

دلہن کے وکیل کے تقرر کے گواہان کے دستخط

۱۔

۲۔ [illegible]

دلہن کے وکیل کے دستخط

نکاح خواں کے دستخط

لطیف احمد

شادی کے گواہان کے دستخط

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

Qazi Latif Ahmad
NIKKAH REGISTRAR
Union Council No. 67 Rana Wahin
Teh. Kahror Pacca (Lodhran)

نکاح رجسٹرار کے دستخط اور مُہر

دار الافتاء

9845

786

PAKISTAN 50 RS.

پچاس (۵۰) روپیہ

FIFTY RUPEES

پاکستان

دستاویز اقرار نامہ تملیک نامہ / اقرار نامہ

بخدمت جناب [illegible] شریف۔ مسماۃ شائستہ [illegible] مکان نمبر 288 محلہ [illegible]
[illegible] عبدالغفار [illegible]
[illegible]
[illegible] 288 [illegible]

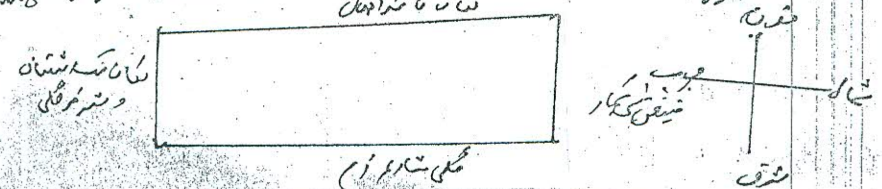

[illegible] عبدالغفار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

25 2/11

[illegible]

عبدالغفار [illegible]
شائستہ [illegible]
محمد عظیم بقلم خود
36202-0964073-7
3124-8602684-7
36202-3260389-9

دارالافتاء
13/1261

...046

محمد عظیم ولد محمد شریف ۔ مسماۃ سعیدہ پروین دختر محمد عظیم [illegible]

2/11 25 مکان نمبر 288 محلہ [illegible] اقرار نامہ حق مسماۃ حمیرا [illegible] دختر

عبدالغفار [illegible] مکان [illegible]

5-2-[illegible]

وارث [illegible]

تصدیق کنندہ

محمد عظیم

36202-0926208-2 36202-0964093-7

محمد عظیم بقلم خود

دار الافتاء

0047

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ بیان اگر واقعةً درست ہے تو آپ کی بیوی کا آپ کے بلانے پر بھی آپ کے گھر نہ آنا، آپ کی اجازت کے بغیر ملازمت کرنا، بچوں کو آپ سے ملنے نہ دینا وغیرہ یہ سب امور شرعاً ناجائز اور گناہ ہیں، ان باتوں کی وجہ سے آپ کی بیوی سخت گناہ گار ہو رہی ہے، کیونکہ جائز کاموں میں بیوی پر اپنے شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے اور اس کی نافرمانی گناہ ہے، جبکہ شوہر بیوی کا نان نفقہ اور بیوی کے حقوق پوری طرح ادا کر رہا ہو۔ جو عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرے اور دیگر ناشائشتہ حرکتوں سے اپنے شوہر کو تکلیفیں پہنچائے، ایسی عورت کے لیے احادیثِ طیبہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت کی دوسری نیکیاں بھی قبول نہیں ہوتیں، چنانچہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے:

"تین شخص ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اور نیکی قبول کی جاتی ہے، ان میں سے ایک وہ عورت ہے جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔" (مشکوٰة: باب عشرة النساء)

دار الافتاء

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

"ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے مجمع سے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے اہلِ جہنم میں سے زیادہ تعداد تمہاری دیکھی ہے۔ تو اُن عورتوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کس وجہ سے ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔" (مشکوٰة، کتاب الایمان، الفصل الاول)

اس کے مقابلے میں جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت شعار اور وفادار ہو، اس کے لیے احادیث میں بڑے فضائل آئے ہیں؛ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے:

"جس عورت کا انتقال ایسی حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو، وہ جنت میں جائے گی۔"

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

"جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، فرض روزے رکھے، عفت و پاکدامنی کے ساتھ رہے اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔" (مشکوٰة، باب عشرة النساء، الفصل الثانی)

مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ شوہر کو بلاوجہ ناراض رکھنا اور اُس کی نافرمانی کرنا بڑے گناہ کی بات ہے، لہٰذا اگر آپ کی بیوی کا طرزِ عمل وہی ہے جو آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے تو اُسے چاہیے کہ اس

طرزِ عمل سے باز آئے اور آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے، نیز آپ کو بھی چاہیے کہ نرمی، محبت اور حکمتِ عملی کے ساتھ بتدریج اُس کی عادات کو بدلنے کی کوشش کریں اور اپنی طرف راغب کریں، سختی یا تلخی ہرگز پیدا نہ ہونے دیں اور برداشت سے کام لیں تاکہ کوئی ایسی صورتِ حال پیدا نہ ہو جو کسی ناچاقی اور نااتفاقی کا باعث ہو، بہرحال دونوں کو حتی الامکان شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مزاج کی رعایت کرنی چاہیے اور معمولی لغزشوں کو برداشت کرنا چاہیے۔

اگر آپ کی بیوی کے والدین اور رشتہ دار اُس کے مذکورہ غیر مناسب طرزِ عمل سے واقف ہیں تو اُن پر لازم ہے کہ آپ کی بیوی کو سمجھائیں اور اطاعت شعاری کی ترغیب دیں اور اس کے غلط طرزِ عمل کی حمایت ہرگز نہ کریں، لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ ایک درجہ میں اُس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اُسے آپ کے خلاف بھڑکاتے ہیں تو اُن کا یہ عمل بالکل ناجائز اور گناہ ہے جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مصالحت کی تمام تر کوششوں کے باوجود اگر بیوی مذکورہ رویہ سے باز نہ آئے اور شوہر کے حقوق ادا کرنے پر تیار نہ ہو اور یہ یقین یا غالب گمان ہو کہ اب فریقین حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے اور دونوں میں نباہ ممکن نہیں تو ایسی صورت میں شوہر کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ باہمی رضامندی سے بقیہ مہر کے بدلے میں بیوی کو خلع دے دے۔ ایسی حالت میں بقیہ مہر کے عوض طلاق دینا شوہر کے لیے شرعاً جائز ہے۔

وفی جامع الترمذی (۲۱۹۱)

عن أم سلمة قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أيما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة۔

وفی المشکوٰة (ص:۱۳)

وعن أبی سعيد الخدری قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فی أضحى أو فطر إلى المصلى فمر على النساء فقال يا معشر النساء! تصدقن فإنی أريتكن أكثر أهل النار فقلن: وبم يا رسول الله؟! قال: تكثرن اللعن وتكفرن العشير -

وفيها ايضاً (ص:۲۸۱)

وعن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها، فلتدخل من أی أبواب الجنة شاءت - رواه أبو نعيم فی الحلية

وفيها ايضاً (ص:۲۸۳)

عن جابر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة لا تقبـل لهـم صلاة ولا تصعد لهم حسنة: العبد الآبق حتى يرجع لى مواليه فيضع يـده فى أيديهم ، والمرأة الساخط عليهازوجها ، والسكران حتى يصحو - رواه البيهقى فى شعب الإيمان -

(۲)۔۔۔ مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر لازم ہے کہ آپ کے گھر میں آکر بچوں کی پرورش کرے، اس کا آپ کی اجازت کے بغیر بچوں کو اپنے والدین کے گھر رکھنا اور آپ کو بچوں سے ملنے نہ دینا ہرگز جائز نہیں ہے، ایسا کرنا انتہائی سنگین گناہ ہے جس سے اجتناب کرنا لازم ہے، ماں باپ دونوں میں سے کسی کو بھی اپنی اولاد سے ملنے سے روکنا جائز نہیں۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ بچوں کی پرورش اصلاً ماں کا حق ہے، لیکن اگر ماں کوئی ایسی ملازمت اختیار کرلے جس میں طویل وقت گھر سے باہر گزارے جس کی وجہ سے بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو ماں کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے، اس کے بعد حق پرورش نانی کو ملتا ہے، اگر نانی نے بھی کوئی ایسی ملازمت اختیار کررکھی ہو تو حق پرورش دادی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

الفتاوى الهندية – (1 / 541)

أحق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح أو بعد الفرقة الأم .... وإن لم يكن له أم تستحق الحضانة بأن كانت غير أهل للحضانة أو متزوجة بغير محرم أو ماتت فأم الأم أولى من كل واحدة، وإن علت، فإن لم يكن للأم أم فأم الأب أولى ممن سواها، وإن علت كذا في فتح القدير.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (3 / 555)

باب الحضانة: (تثبت للأم) النسبية (ولو) كتابيـة، أو مجوسـية أو (بعـد الفرقة) (إلا أن تكون مرتدة) فحتى تسلم لأنها تحبس (أو فاجرة) فجـورا يضيع الولد به كزنا وغناء وسرقة ونياحة كما في البحر والنهر بحثا.

قال المصنف: والذي يظهر العمل بإطلاقهم كما هو مذهب الشـافعي أن الفاسقة بترك الصلاة لا حضانة لها. وفي القنية: الأم أحق بالولد ولو سـيئة السيرة معروفة بالفجور ما لم يعقل ذلك (أو غير مأمونة) ذكره في المجتبى بأن تخرج كل وقت وتترك الولد ضائعا

وفي رد المحتار تحته:

(قوله: أو بعد الفرقة) عطف على مدخول " لو " إشارة إلى عدم اختصاص الحضانة بما بعدها، فتربية الولد في حال قيام النكاح تسمى حضانة......

C50

والحاصل أن الحاضنة إن كانت فاسقة فسقا يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقها وإلا فهي أحق به إلى أن يعقل فيترع منها كالكتابية.

(قوله: بأن تخرج كل وقت إلخ) المراد كثرة الخروج، لأن المدار على ترك الولد ضائعا والولد في حكم الأمانة عندها، ومضيع الأمانة لا يستأمن، ولا يلزم أن يكون خروجها لمعصية حتى يستغني عنه بما قبله فإنه قد يكون لغيرها؛ كما لو كانت قابلة، أو غاسلة، أو بلانة أو نحو ذلك، ولذا قال في الفتح: إن كانت فاسقة أو تخرج كل وقت إلخ فعطفه على الفاسقة يفيد ما قلنا فافهم.

(۳)۔۔ نکاح نامہ میں طلاق کی صورت میں دو لاکھ روپے جرمانے کی جو شرط مذکور ہے، یہ مالی جرمانہ ہے اور مالی جرمانہ لگانا شرعاً درست نہیں ہے۔ اس وجہ سے فریقین کو نکاح نامہ میں یہ شرط لگانے کا شرعاً اختیار ہی نہیں تھا، لہٰذا شرعاً یہ شرط کالعدم اور ناجائز ہے اور طلاق کی صورت میں یہ رقم بطورِ جرمانہ ادا کرنا شریعت کی رو سے شوہر کے ذمے لازم نہیں۔

سنن الترمذي أبواب الأحكام باب ماذكرعن النبی ﷺ فی الصلح بين الناس (1/ 251 ط قديمی)

حدثنا كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن أبيه عن جده : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحا حرم حلالا أو أحل حراما والمسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالا أو حل حراما............ قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

السنن الكبرى للبيهقي كتاب الغصب باب من غصب لوحا....(6 / 100)

عن أبي حرة الرقاشى عن عمه أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال:« لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه ».

الدر المختار كتاب الحدود باب التعزير (4 / 61 ط سعيد)

(لا بأخذ مال في المذهب) بحر. وفيه عن البزازية: وقيل يجوز، ومعناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له،

وفی رد المحتارتحته:

(قوله:لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. اهـ. ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اهـ

دار الافتاء

ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان (قوله: وفيه إلخ) أي في البحر،

.... وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. اهـ.

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال،

(۴)۔۔۔واضح رہے کہ مہر بیوی کا حق ہے جو ہر حال میں شوہر کے ذمے لازم ہے، بیوی اگر نافرمان ہو تب بھی مہر ساقط نہیں ہوتا۔ مسئولہ صورت میں مہر کا کچھ حصہ (دو تولہ طلائی) عند الطلب لازم ہے، لہٰذا بیوی جب یہ دو تولہ طلائی طلب کرے گی اس کی ادائیگی آپ پر شرعاً لازم ہوگی۔ تاہم اگر بیوی اس کے بدلے آپ سے خلع لے لے تو یہ بقیہ مہر آپ سے ساقط ہو جائے گا۔

الفتاوى الهندية كتاب النكاح باب المهر (1 / 303)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق، كذا في البدائع،

بدائع الصنائع كتاب النكاح دارالكتب العلمية – (2 / 295)

وإذا تأكد المهر بأحد المعاني التي ذكرناها لا يسقط بعد ذلك، وإن كانت الفرقة من قبلها؛ لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء كالثمن إذاتأكدبقبض المبيع....والله سبحانه وتعالىٰ أعلم وعلمه أتم وأحكم

علی رضا

علی رضا

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۵/صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

۸/دسمبر ۲۰۱۵ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲۵/۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۲۵/۲/۱۴۳۷ھ

منتی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۳/۱۷۶۱
۲۶/۲/۳۷
۲۰۱۵/۱۲/۹

JOC52